اِجلاس برائے منتظمین مساجد

۸ر دسمبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار

حج ہاؤس کربلا جے پور راجستھان

مرتبہ

حضرت مفتی محمد ذاکر صاحب نعمانی دامت برکاتہم

دار الافتاء، مفتی شہر جے پور

ناشر

داعیان اجلاس انتظامیہ مساجد جے پور

اِجلاس برائے منتظمین مساجد

[۸/دسمبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار]

حج ہاؤس کربلا جے پور [راجستھان]

مرتبہ

مفتی محمد ذاکر صاحب

[دارالافتاء، مفتیٔ شہر جے پور]

ناشر

داعیان اجلاس انتظامیہ مساجد جے پور

مسجد کمیٹی سے متعلق تمہیدی گفتگو

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد المرسلين
وامام المتقين سيدنا محمد وعلى آله واصحابه اجمعين،أما بعد!

قال الله تعالىٰ: إنَّما يَعْمر مَسٰجدَ اللّٰه مَنْ آمنَ بِاللّٰه واليوم الآخر وأقام الصلوٰة وآتى الزكوٰة ولَمْ يَخْش إلاَّ اللّٰه فعسىٰ أولئك أن يكونوا من المهتدين.[التوبه/١٨]

صدر اجلاس و متولیان وصدور اُمناء وزُعماء واراکین منتظمہ مساجد واوقاف

امیر جمع ہیں احباب حال دل کہہ لے پھر التفاتِ دل دوستاں رہے نہ رہے

روئے زمین پر سب سے افضل بہتر مقامات ومواضع مساجد ہیں، رسول علیہ السلام نے جب ہجرت فرمائی، قبا میں عارضی قیام فرمایا، وہاں مسجد کی بنیاد ڈالی، پھر مدینہ منورہ کو اپنی مستقل رہائش گاہ بنا کر سعادت بخشی وہاں بھی مسجد نبوی قائم فرمائی، اسلام کا مسجد کے ساتھ گہرا رشتہ ہے، مساجد اسلام کا شعار ہیں، پہچان وعلامت ہیں، رشد وہدایت کا منبع ومخزن ہیں، کسی بھی عمارت کی بقا اس کے ستونوں پر مبنی ہوتی ہے، مؤذنین، ائمہ، مقتدیان، کمیٹی یہ چاروں گویا ارکان یا چار حصے ہیں، ان چاروں پر مسجد کا نظام مشتمل ہے۔

اَلمؤذّنونَ أطول الناس أعناقاً يوم القيامة [صحيح مسلم/387] قیامت کے دن مؤذنین سب سے لمبی گردن والے ہوں گے، ان کا اعزاز واکرام ہوگا، ان کی اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی تھی، وہ جگہ ان کے حق میں گواہی دے گی۔

ارشاد ربانی ہے اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے، اور کہے کہ بیشک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔[حم السجدۃ/۳۳] ایک تفسیر کے

مطابق مؤذنین اس آیت کریمہ کا مصداق ہیں۔

اور امامت انبیاء کی سنت ہے، إني جاعِلك للناس إماماً[البقرہ/ ۱۲٤] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے لفظ امام قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے، رحمۃ للعالمین نے شب معراج میں بیت المقدس کے مقام پر انبیاء کی امامت فرمائی ہے، اور آپ علیہ السلام بہ نفس نفیس امامت فرماتے رہے۔

علماء انبیاء کی وراثت میں امامت فرماتے ہیں، امام مقتدیوں اور پروردگار کے درمیان رابطہ ہے، نماز کا ضامن ہے، ارشاد نبوی ہے: و لیؤمکم اکبر کم[صحیح بخاری/818]

چاہئے کہ تم میں سے بڑا تمہاری امامت کرے، ایک جگہ فرمایا: ولیؤمکم اکثر کم قرانا[صحیح بخاری/4302]تم میں سے قرآن پاک زیادہ پڑھا ہوا امامت کرے۔

اوپر کی آیت کریمہ میں بتلایا گیا ہے کہ: وہی آباد کرتا ہے، مسجدیں اللہ کی جو یقین لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور قائم کیا نماز کو، اور دیتا رہا زکوۃ اور نہ ڈرا سوائے اللہ کے کسی سے سو امیدوار ہیں وہ لوگ کہ ہوویں ہدایت والوں میں[التوبہ/ ۱۸]اس آیت کریمہ سے مسجد کے واقفین، تعمیر کرنیوالے، آباد رکھنے والے، متولیان و اراکین کی صفات پر روشنی پڑتی ہے، پہلی صفت یہ ہے کہ وہ خود مؤمن ہوں اللہ اور آخرت پر یقین رکھتے ہوں، دوسری صفت یہ ہے کہ خود اپنی ذات سے نماز قائم کرتے ہوں، بے نمازی نہ ہوں، تیسری صفت یہ کہ زکوۃ کی ادائیگی کرنے والے ہوں، چوتھی صفت یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، کسی کی ناحق الزام تراشی، طعن و تشنیع، ناجائز دباؤ کے آگے دب نہ جاتے ہوں، اور ظاہر ہے کہ تمام نظام کمیٹی، امام، مؤذن یہ سب نمازی مقتدی حضرات کی خاطر ہیں، اس لئے ان میں باہمی ربط و اتصال، میل جول، دل کا جڑاؤ، ہونا ضروری ہے۔

تولیت وعہدہ داری کی خواہش وتمنا نہ ہونی چاہئے

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو عامل ذمہ دار کیوں نہیں بنا دیتے، پس رسول علیہ السلام نے اپنا دست مبارک میرے کندھے پر مارا اور فرمایا اے ابوذر تم کمزور ہو اور یہ ذمہ داری ایک امانت ہے اور بلاشبہ یہ قیامت کے دن رسوائی اور شرمندگی کا سبب ہوگی، مگر جس نے اس کو اس کے حق کے ساتھ پکڑے رکھا، اور اس ذمہ داری کو ادا کیا جو اس پر عائد ہوتی ہے۔[صحیح مسلم/1825]

اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اے ابوذر میں تم کو کمزور دیکھ رہا ہوں، اور میں تمہارے لئے وہی پسند کرتا ہوں جو خود کے لئے پسند کرتا ہوں، تم دو شخصوں پر بھی ذمہ دار نہ بننا، اور یتیم کے مال کے متولی نہ بننا، اس لئے جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو ذمہ دار حاکم وامیر ومتولی بننے سے احتراز کیا جائے، اور جن حضرات میں ان ذمہ داریوں امانتوں کو نبھانے سنبھالنے کی اہلیت صلاحیت واستعداد ہے، ان کے لئے کوئی حرج نہیں، بلکہ فرمان نبوی ہے: إنّ المقسطين عند الله على منابر من نور [صحيح مسلم/1827] انصاف سے کام کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے محکمہ مالیات واقتصادیات طلب فرمایا تھا: قال اجعلني علىٰ خزائن الأرض إني حفيظ عليم[يوسف/55] یوسف علیہ السلام نے کہا مجھ کو مقرر کر دیں ملک کے خزانوں پر میں نگہبان ہوں خوب جاننے والا۔

علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: یعنی دولت کی حفاظت بھی پوری کروں گا اور اس کی آمد وخرچ کے ذرائع اور حساب وکتاب سے خوب واقف ہوں۔ ایک آدمی اگر نیک نیتی سے یہ سمجھے کہ فلاں منصب کا میں اہل ہوں اور دوسروں سے یہ کام بن نہ پڑے گا، تو مسلمانوں کی

خیر طلبی اور نفع رسانی کی غرض سے اس کی خواہش اور درخواست کرسکتا ہے۔

متعلقہ آمد وخرچ

إنَّ اللّٰـهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إلَّا طَيِّباً [صحیح مسلم/1015] بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے، نہیں قبول کرتا ہے مگر پاک مال، مسجد میں حتی الامکان پاکیزہ حلال مال قبول کیا جائے، مشتبہ مال نہ لیا جائے، اگر مشتبہ ومشکوک [غیر حرام] مال یا رقم آ بھی جائے تو اس کو مسجد کے شرعی حصہ جماعت خانہ میں استعمال سے گریز کیا جائے۔

مسجد ومتعلقہ مکان ودوکانات موقوفہ کی حفاظت، اس کی دیکھ بھال، اس کی حسب موقعہ مرمت واصلاح اس کے کرایہ کا موجودہ دور کے کرایوں سے تناسب وموازنہ یہ سب امور مسجد کمیٹی کے ذمہ ہیں، واقفین کے یہ اوقاف انتظامیہ کے پاس امانت ہیں، جس کی میدان محشر میں رب العزت کے سامنے جوابدہی وبازپرس ہوگی، امانت وحفاظت پر اجر وثواب ورنہ مواخذہ أعاذنا اللّٰه منها مسجد کی آمد جس قدر اخراجات کی متحمل ہو اسی قدر اخراجات کئے جائیں، لہٰذا ایئر کنڈیشنڈ لگانے یا لگوانے سے پہلے اس پر آنے والا بجلی کا صرفہ سوچ لیا جائے۔

مسجد کی چندہ اگائی کے لئے کمیٹی علاقہ کے کسی با اثر شخص کو حسب موقعہ ساتھ لے سکتی ہے، لیکن اس کام میں ائمہ مؤذنین کو ساتھ لینا مناسب نہیں ہے۔

چندہ وصولیابی میں جبر واکراہ سے کام نہ لیا جائے، بلکہ شوق ورغبت دلا کر اس کی خوشدلی سے لیا جائے، اس میں برکت ہے، ''لَا يَحِلُّ مَالُ إمْرِئٍ إلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ'' [مسند احمد 20695]

ہر وقف چیز کو واقف کی شرط کے موافق استعمال کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ

شارع کی طرف سے واضح حکم [شرط الواقف کنص الشارع، الاشباہ والنظائر ص: ۱۹۵]

متولی پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں

مفتی محمود حسن گنگوہی فرماتے ہیں: مسجد کی آبادی اور تمام ضروریات کا انتظام کرنا، حساب صاف رکھنا، مسجد میں غلط کام نہ ہونے دینا، نمازیوں اور امام کا حسب حیثیت مسجد سے متعلق تکالیف کو رفع کرنا، ہر ایک کا اس کی شان کے موافق شرعی اکرام کرنا، اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر نہ سمجھنا، عہدہ کا طالب نہ ہونا، احکام شرع کے تحت اپنی اصلاح میں لگے رہنا، یہ اوصاف جس متولی میں ہوں وہ قابل قدر ہے، اس کو علیحدہ نہ کیا جائے، جس متولی میں یہ اوصاف نہ ہوں، وہ ان اوصاف کو حاصل کرنے کی کوشش کرے [فتاوی محمودیہ: ۲۱/۱۶۱]

مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری تحریر فرماتے ہیں: مسجد کے متولی اور مدرسہ کے مہتمم حضرات عالم باعمل ہوں، اگر ایسے میسر نہ ہوں، تو صوم وصلوٰۃ کے پابند، امانت دار، احکام وقف سے واقف، خوش خلق اور رحم دل، منصف مزاج، علم دوست، اہل علم کی تعظیم وتوقیر کرنے والے ہوں۔ [فتاویٰ رحیمیہ ۹/۲۴۳]

مسجد میں اعلان وچندہ کرنے والے سفراء سے پہلے دل جمعی واطمینان کرلیا جائے، تصدیقات دیکھ کر اعلان کی اجازت دی جائے، اور چندہ وصولیابی کے بعد سفیر سے مجموعی رسید یقیناً حاصل کی جائے، تاکہ صحیح سفراء حضرات کو دقت نہ ہو اور عوام کا چندہ صحیح مصرف میں جائے۔

حساب آمد ورفت بہت صاف شاف تحریری رکھیں، آنہ پائی درج کریں، اور سالانہ اجمالی حساب آمد وخرچ لکھ کر مسجد میں آویزاں کردیں، سال میں دو مرتبہ پوری کمیٹی بٹھا کر حساب چیک کر کے دستخط کروالئے جائیں۔

بغیر معاوضہ دیئے لائٹ بجلی و پانی مسجد میں نہ لیں، بجلی و پانی کی چوری شرعاً بھی گناہ ہے، مسجد کے لئے اور بھی زیادہ غلط و گناہ ہے۔

اخراجات ائمہ، مؤذنین، مدرسین، ملازمین، ورعایات حجرہ، مکان

تنخواہ، نفقہ، حجرہ، مکان: ائمہ مؤذنین کے لئے حجرہ کا ہونا متوارث عمل ہے، ضرورت ہے، تاکہ امام تلاوت ویکسوئی سے مطالعہ کتب بینی کر سکے، راحت و آرام بھی کر سکے، نیز ائمہ حضرات کے لئے اگر ممکن ہو سکے تو فیملی کوارٹر رہائشی مکان دینا چاہئے، تاکہ وہ سکون ویکسوئی کے ساتھ خدمات انجام دے سکیں، اس کے اور بھی بہت سے فوائد و حکمتیں ہیں اور بہت سے مفاسد کا سد باب ہے۔

حدیث نبوی ہے کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امانت دار ہے، اے اللہ اماموں کی رہبری فرما اور مؤذنین کی مغفرت فرما، الإمام ضامن والمؤذن مؤتمن اللهم ارشد الأئمة واغفر للمؤذنين[سنن ابی داؤد/ 517]امام نماز کی عدد رکعات ارکان وسنن کی محافظت کرتا ہے مؤذن کی اذان واعلان پر مسلمانوں کی نمازیں ادا ہوتی ہیں، ان کی سحر واذان پر ان کے روزے مبنی ہوتے ہیں، ورنہ ہر شخص خود کہاں تک ان اوقات کا دھیان رکھ سکتا ہے۔

امام مسجد کے عملہ کا سب سے مؤثر شخص ہے جو مقتدیوں کی نمازوں کا ضامن ہے، اس کے خیالات رجحانات وقول وفعل کا نمازیوں پر سب سے زیادہ و گہرا اثر پڑتا ہے، اس لئے امامت کے منصب کے لئے بہتر سے بہتر امام کا تعین وتقرر کرنا چاہئے۔

آج کے دور میں قلیل مشاہرہ جات و وظائف، دیگر سہولیات کا فقدان اس پر

انتظامیہ کا ناروا سلوک یا کسی بھی نمازی کی بدسلوکی یا بداخلاقی اچھے ائمہ سے محرومی کا سبب بنتی ہے، اس لئے انتظامیہ خوش اخلاقی خوش اسلوبی سے امام سے گفتگو کرے، کوئی نقص یا کوتاہی واقع ہوجائے [کہ بہرحال وہ بھی انسان ہے] تو علانیہ تذلیل وزجر سے کام نہ لیں، بلکہ تنہائی میں ادب کے پیرایہ میں اصلاح کی نیت سے فہمائش کریں توجہ دلائیں، یہ انداز انشاءاللہ زیادہ مؤثر ثابت ہوگا، امامت کوئی پیشہ، صنعت وحرفت نہیں، بلکہ ایک مقدس منصب ہے، اس کا احترام بہرحال لازم ہے، امام ومؤذن یا فراش کا بار بار بدلتے رہنا ایک کامیاب منتظم کے شایان شان نہیں ہے، اس لئے امام کو اول تو خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر رکھا جائے، پھر اگر کوئی تقصیر سامنے آئے تو اس کی اصلاح کی جائے اور خود اسی امام کو آپ آراستہ وپیراستہ دیکھ سکتے ہیں۔

مسجد کی صفائی ستھرائی امام کا کام نہیں ہے، اس کے لئے علیحدہ سے کسی کا تقرر کریں، ویسے بھی یہ ثواب کا کام ہے، ہر کوئی کرسکتا ہے، جو کرے گا وہ پائے گا۔

امامت کے لئے تقرر کرنے میں عصبیت تنگ نظری نہ دکھائیں، صرف سفارش، تعلقات اور نسبتوں سے متاثر نہ ہوں، بلکہ قابل صالح عالم باعمل ذی استعداد جس سے نمازیوں کو دینی رہنمائی حاصل ہو اور محلّہ کے بچوں کو تعلیم وتربیت میسر ہو اور معاشرہ میں اصلاح ہو اس کا انتخاب کریں، قانونی طور پر ملک وصوبہ میں مزدور کے محنتانہ واجرت کا جو کچھ بھی معیار طے ہے کیا ہم اس معیار کو تمام مساجد کے ائمہ ومؤذنین وفراش کے حق میں اپنا رہے ہیں؟ اگر نہیں تو اس پر غور کیا جائے، ائمہ حضرات کی کہاں پر ضرورت نہیں ہوتی، پیدائش پر اذان، عقیقہ کی دعا، بچہ کی بسم اللہ، ختم قرآن پر نشرح کی تقریب، پھر جوانی پر خطبۂ نکاح، بیماری آزاری کی حالت ہو تو دعا درود کس موقعہ پر وہ مسلم معاشرہ سے علیحدہ ہے؟ ان تمام حالات کے پیش نظر آپ ان کا خیال کیجئے۔

جس طرح دیگر صنعت وحرفت یا تعلیمی لیاقت پر مبنی ملازمت کے لئے دس پندرہ سال لگ جاتے ہیں، اسی طرح سوچا جاسکتا ہے کہ آپ کے ائمہ بھی دس سال اور بعض اس سے زائد عرصہ تعلیم وتحصیل میں صرف کر کے آئے ہیں، ہر شخص کے ساتھ ضروریات اس کی خود کی ہے اور اسکے اہل خانہ والدین چھوٹے بھائی بہن، بیوی بچوں کی بھی لگی ہوئی ہیں، امام کے عیال کا نان ونفقہ، علاج ومعالجہ، تعلیم ایجوکیشن، لباس پوشاک، عید تہوار، شادی بیاہ، غمی خوشی سب اسی کی ذمہ داری ہے، اس لئے ان تمام باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ماہانہ مشاہرہ جات یا وظائف کا تعین کیا جائے، ہر شخص اپنی جوانی کے دنوں میں اور اس کے بعد جب تک کمانے محنت مشقت کرنے کے قابل رہتا ہے، وہ حفظ ماتقدم کے طور پر مستقبل کے لئے کچھ جمع پونجی کا خواہاں ہوتا ہے، لیکن مسجد کی خدمات سے متعلق رہ کر عرصہ دراز کے بعد بھی اس کے پاس اس کے اسباب ووسائل مہیا نہیں ہو پاتے، لہٰذا جن حضرات ائمہ کی پوری زندگی یا اکثر حصہ مسجد کی خدمات سے متعلق گزرا ہو ان کے لئے مقتدیان اہل محلہ کو اپنی توجہ مبذول کرنی چاہئے۔

صفائی ستھرائی، جانماز، تولئے، ٹوپیاں، مصاحف بوسیدہ متعلقہ: سہولیات برائے نمازیان، وضوخانہ استنجا خانہ، بیت الخلاء، دروازوں پر حسب ضرورت کیمرہ/غسل خانہ، جوتا چپل کی الماری

مسجدوں کی صفائی ستھرائی اسکی پاکیزگی کی طرف توجہ مبذول کرنا بہت ضروری ہے، دین اسلام میں صفائی وپاکی کو ایمان کا حصہ بتایا گیا ہے، اور پھر وہ جگہ جو روئے زمین پر اللہ رب العزت کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو، بقعۂ نور ہو، بندے اپنے مالک حقیقی کے سامنے جبین نیاز ٹیک رہے ہوں، وہ پاکیزہ مقام جہاں امیر وغریب زرق برق لباس میں سج دھج کر

اپنے قیمتی پریس کردہ کپڑوں کی سلوٹوں سے بے نیاز ہو کر سجدہ ریز ہوجاتے ہیں، وہ کتنا شفاف ہونا چاہئے، آج کے ترقی یافتہ دور میں جہاں فرش مرمریں پر روزانہ گیلے کپڑے سے پونچھا لگایا جاتا ہو، کیا اسی طرح بلکہ اس سے زائد مسجد کی صفائی کا حق نہیں بنتا مسجد میں بعض مرتبہ بہت سی بے کار غیر ضروری اشیاء، جن کا نہ آج کوئی استعمال ہے، نہ مستقبل میں کوئی امید ہے، اس سامان یا ملبہ کی وجہ سے مسجد کی جگہ بلاوجہ رکی رہتی ہے، ایسی غیر ضروری چیزوں کو وہاں سے ہٹایا جائے اگر قیمتاً فروخت ہوسکتی ہوں، تو فروخت کر کے قیمت مسجد میں لگائیں، یا پھر دیگر مساجد میں جہاں یہ چیز کام آسکتی ہوں علماء سے مسئلہ دریافت کر کے منتقل کردی جائیں، اگر ضرورت سے زائد مصاحف قرآنی نسخہ جات، پارے، قاعدے، سی پارہ صندوق رکھے ہوئے ہوں، اور وہ برسوں کھلتے نہ ہوں، تو اس سے بہتر ہے کہ دوسری مساجد خاص کر یا تو قریبی یا غریب علاقہ یا گاؤں دیہات کی مساجد میں رکھوادیئے جائیں تاکہ واقف کو اپنے وقف سے فائدہ پہنچے اور اس کی مراد و مقصود اس کو حاصل ہو۔

اس پر بھی غور کیا جائے کہ جانمازیں میلی ہوجانے کے بعد کتنے عرصہ میں دھلوائی جاتی ہیں، بعض مساجد میں نئی جانماز، مصلی یا صف آجانے کے بعد برسہا برس گزر جاتے ہیں، لیکن ان کی دھلائی کی نوبت نہیں آتی، مسجد کے تولئے، پائے دان کی دھلائی صفائی کو باقاعدہ رائے مشورہ سے طے کیا جائے، متعلقہ وضو خانہ، طہارت خانے، غسل خانے، وغیرہ کی صفائی کا بندوبست معقول کیا جائے۔ نمازیوں کے لئے جوتے چپل رکھنے کے لئے مناسب طاقچے والماریاں وغیرہ ہوں، تاکہ قیمتی چپل جوتے چوری نہ ہوں، بلاوجہ کیمرے نہ لگوائے جائیں، لیکن اگر چوری چکاری یا غلط نقل وحرکت کا اندیشہ ہو تو مقامی پیش آمدہ صورت حال بتلا کر علماء سے دریافت کر کے دروازے وغیرہ پر لگوادیئے جائیں۔ [واضح رہے کہ اس بات سے ویڈیو کیمرہ کی حوصلہ افزائی ہرگز مقصود نہیں ہے] احتیاط بہر حال بہتر ہے، مسجد میں رکھے قرآن مجید کے نسخے یا پارے پنج سورے یا دینی کتب ورسائل اگر بوسیدہ شکستہ ہوجائیں

تو ان کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ ادب کے ساتھ دفن کر دیا جائے، جہاں بے ادبی نہ ہو، لوگوں کے قدم نہ پڑیں، ابھی بھی قبرستانوں میں ایسی جگہ موجود ہیں، اہل محلّہ اپنے بوسیدہ شکستہ نسخے وپارے یا دینی کتب یا اردو اخبارات یا سال گزرا ہوا کلینڈر مسجد میں بھجوادیتے ہیں، ان کو سمجھایا جائے کہ یہ ان کی خود کی شرعی ذمہ داری ہے، وہ اس کا نظم کریں، بہت سے پیشہ ور بھکاری عادۃً روزانہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاتے ہیں، اعلان کرتے رہتے ہیں، نہ پاکی نہ عبادت، ان کے شوروغل بلند آوازوں سے عام نمازیوں کو بھی ذہنی کوفت ہوتی ہے، دھیان تقسیم ہوجاتا ہے، ان حالات میں کمیٹی اس پر کارروائی کرے۔

باہمی مشاورت ومعاونت

کمیٹی کے ذمہ داران کا تعین اور کاموں کی تقسیم

خدمات للہ ایماناً واحتساباً ہوں، خادمانہ انداز ہو، حاکمانہ قاہرانہ نہیں، عاجزی وتواضع ہو خود کا کام کرنا اچھا ہے، لیکن دوسروں کو شریک کار بنانا زیادہ اچھا ہے، ساتھ چلنا اور لیکر چلنا بڑی خوبی ہے، مسجد کے متعلقہ مصلیان واہل محلّہ کو مشاورت میں موقعہ دیں، کمیٹی کے عہدے تعارف وتشہیر کے لئے نہ سمجھیں، بلکہ منجانب اللہ خدمت کا موقعہ جان کر ذمہ داری کا احساس اور میدان محشر میں جوابدہی کا استحضار رکھیں، جہاں محلّہ کے عمر رسیدہ تجربہ کار حضرات کے مشوروں سے فائدہ اٹھایا جائے، وہاں نوجوانوں کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے، بلکہ کچھ امور وخدمات ان کو بھی تفویض وسپرد کی جائیں، اس سے محلّہ میں مسجد کے لئے دو کمیٹی کا تصور ظہور میں نہیں آئے گا۔

ہر مسجد کمیٹی کے ہاں لکھا ہوا آئین، دستور العمل ہونا چاہئے، جس میں صدر، سکریٹری خازن، ممبران کے امور مفوضہ طے ہوں، اسی طرح امام مسجد مؤذن، فراش ومدرس کے

نصب وعزل کے بھی قانون قاعدے ہونا چاہئیں، ضابطہ میں رائے مشورہ سے خدام مسجد کا تقرر ہواور رائے مشورہ سے ہی معزولی ہو۔

رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم الٰہی ہو، وشاورهم في الأمر فإذا عزمت فتوكل على الله[آل عمران/١٥٩] وأمرهم شورىٰ بينهم[الشورى/٣٨] لہٰذا مشورہ کرنا اللہ کا حکم ہے، نبی کی سنت ہے، مؤمنین کا شیوہ ہے، عن أبي هريرة إذا كان أمراؤكم خياركم، وأغنياؤكم سمحاءكم، وأموركم شورىٰ بينكم، فظهر الأرض خيرٌ لكم من بطنها، وإذا كان أمراؤكم شراركم، وأغنياؤكم بخلائكم، وأموركم إلى نسائكم، فبطن الارض خير لكم من ظهرها[سنن ترمذی، رقم الحديث: 2266] جب تمہارے امراء ذمہ داران تمہارے بہترین لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند تمہارے سخی ہوں، اور تمہارے معاملات تمہارے درمیان مشورے سے ہوں، تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے، اور جب تمہارے امراء ذمہ داران تمہارے بدترین لوگ ہوں اور تمہارے دولت مند تمہارے بخیل کنجوس ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری خواتین کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہے، نمازیوں کی کوئی شکایت ہو تو کھلے دل سے سنا جائے، ممکن ہو سکے تو اس کو دور کیا جائے، جائز باتوں پر دھیان دے کر اصلاح کی جائے، مسجد میں کوئی غیر شرعی کام نہ ہونے پائے۔

ائمہ ومؤذنین وخدام مسجد سے کوئی بات کرنی ہو مشورہ دینا ہو، یا کسی تقصیر پر توجہ دلانی ہو تو کمیٹی میں سے کوئی سنجیدہ باسلیقہ شخص خود گفتگو کرے۔

نمازیوں یا اہل محلہ میں سے کوئی بھی اگر امام کو ٹوکتا ہے یا مؤذن پر حکم چلاتا ہے، تو یہ

کمیٹی کی غیرت کو للکارتا ہے، یہ کمیٹی کی ہتک عزت ہے، کمیٹی کو چاہئے کہ وہ سختی سے اس پر بندش لگائے کہ ہر کوئی فرد ایسی غلطی نہ کرے، اور نہ ہوتے ہوئے بھی صدر یا متولی نہ بنے، ہر کسی کی شکایت پر خدام مسجد پر بھڑکا نہ جائے، بلکہ باہمی مشاورت سے اس کی تحقیق کریں، بعد تحقیق حال کارروائی کریں۔

کوئی انتظامی امور پر اعلان کرنا ہو تو امام یا مؤذن سے اعلان نہ کروایا جائے، بلکہ کمیٹی کے افراد میں سے ہی کوئی فرد اعلان کرے۔

محراب ومنبر کی قدردانی، اس کا استعمال، ائمہ سے حسب تعلیمی صلاحیت استفادہ

افتراق وانتشار سے گریز، مناظرانہ طریق کار سے احتراز

مساجد اتفاق واتحاد کا مظہر ہیں، اسی کی داعی اور متقاضی ہیں، لہٰذا منبر ومحراب سے تفریق تشتت کی کوئی بات ہرگز نہ بیان کی جائے، مسلکی اختلافات للہ نہ اچھالے جائیں، کسی بھی مکاتب فکر کی تنقیص وتقلیل شان قطعاً نہ کی جائے، مثبت انداز میں عقائد حقہ سے آگاہ اور اتباع سنت واعمال صالحہ پر آمادہ کرنے والے بیانات ہوں، سیاسی امور پر بھی مساجد میں گفتگو نہ کی جائے، نہ کسی کو اس کا موقعہ دیں، قوم سے روبہ رو ہونے اور ان سے گفتگو کرنے یا درس قرآن یا وعظ کرنے میں انکو مضمون کا پابند نہ بنائیں، امام خود موضوع اور کس موقع پر کیا بات کہنی ہے اس کا تعین کرے گا، اس کو اس معاملہ میں آزاد رہنے دیں، [البتہ اتنا خیال رکھیں کہ کوئی اختلاف وانتشار کی بات نہ ہو] منبر ومحراب کو فرقہ وارانہ رنگ نہ دیا جائے۔

جہاں امت مسلمہ میں اصلاح وسدھار تبلیغ دین واشاعت اسلام کے لئے بہت سی

انفرادی واجتماعی کوششیں جاری وساری ہیں، وہیں علمائے کرام خاص کر مستند جید الاستعداد ذی فہم ائمہ کرام کو اپنی سی کوششوں سے روکا نہ جائے، اگر آپ نے تمام تر سعی وجدوجہد کے بعد عالم فاضل مولوی خطیب واعظ ومقرر امام حاصل کرلیا ہے، تو آپ اس کو صرف نماز تک کیوں محدود ومسدود کردینا چاہتے ہیں، وہ حسب موقعہ اصلاح معاشرہ پر تقریر کرے، کوئی خاص موضوع وعنوان سامنے رکھ کر بیان کرے یا کسی ایسی نماز کے بعد جب کوئی اجتماعی عمل طے شدہ نہ ہو درس قرآن دے یا حدیث کے اسباق سنائے یا کسی پیش آمدہ واقعہ پر کچھ مسائل بتائے تو اس میں کیوں حارج ومانع بنا جائے، بلکہ اس پر امام کی ستائش کی جائے، حوصلہ بڑھایا جائے، ان کے کاموں کو سراہا جائے۔

امام صرف مسجد میں مردوں کا ہی رہبر نہیں بلکہ وہ پورے محلّہ گاؤں یا کالونی کا بھی رہنما وذمہ دار ہے، امام کے پیش نظر محلّہ کی خواتین کی دینی حالت وتربیت بھی رہنا ضروری ہے، اسی طرح بچوں کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا بھی اس کی ذمہ داری میں شامل ہے، اس لئے محلّہ کی خواتین کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے تعلیم وتربیت وعظ بھی ہو اگر امام مسجد بیان وتقریر نہیں کرتے ہیں تو محلّہ کے کسی مستند سنجیدہ عالم سے موقعہ بہ موقعہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، بلکہ حسب موقعہ دیگر علمائے کرام ومفتیان کرام کے مواعظ حسنہ سے بھی استفادہ کیا جانا چاہئے۔ منبر کس کے حوالہ کیا جائے اور کس کے نہیں؟ اس کو دھیان میں رکھا جائے۔

بہت سی جگہوں پر یہ سمجھتے ہیں کہ امام کا کام صرف نماز پڑھانا ہے، اس کے سوا کچھ نہیں، بیان، تقریر وعظ وارشاد درس، تدریس وہ سب امام سے متعلق نہیں ہے، یہ خیال غلط، یہ تصور مہلک ہے، جو امام چوبیس گھنٹے پورے ساتوں دن پورے ماہ اور پورے سال محلّہ ونمازیوں کے درمیان ہے اس کو مقامی نشیب وفراز کا بخوبی علم واقفیت رہتی ہے اس لئے وہ خود اس کام کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہے۔

جو مسلمان مسجد میں نہیں آتے ، ان کی اصلاح وتربیت بھی ملحوظ ہو، گاہ بہ گاہ باہر میدان میں پارک میں جلسہ سیرت، مظاہرہ طلباء، مکتب، اصلاح معاشرہ رکھا جاسکتا ہے، خاص کر ربیع الاول، شعبان وغیرہ میں!

قانونی وقف کی تکمیل کارروائی

مساجد، مدارس، اوقاف کا وقف بورڈ میں لازمی اندراج کرائیں یہ موجودہ حالات میں بہت ضروری ہے

مسجد کی خدمات ونگرانی خود کریں، تحریکوں، تنظیموں، پارٹیوں کے زیر اثر نہ آنے دیں، نہ ہی کسی سے مرعوب ہوں۔

مسجد کسی بھی شخص، خاندان یا برادری وسماج کے زیر انتظام ہو اس میں کوئی حرج نہیں، غیر متعلقہ حضرات کو بھی نظم میں دخیل نہیں بننا چاہئے، تاہم منتظمین مسجد کو وقف علی اللہ ہونے کے ناطے عامۃ المسلمین کے لئے کشادہ، کھلی ہوئی رکھیں، دوسروں کو اس احساس کمتری کا شکار نہ ہونے دیں، کہ یہ مسجد ہماری ہے، تمہاری نہیں، اس خدمت کو سعادت وخوش نصیبی خیال کیا جائے، مسجد میں آنے سے کسی بھی مسلمان کو نہ روکا جائے۔[ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ أن یذکر فیها اسمه وسعیٰ فی خرابها البقرہ: ۱۱۴]رسول علیہ السلام نے ایک دیہاتی سے، جس نے مسجد میں آکر پیشاب کردیا تھا پیار سے سمجھایا کہ بیشک یہ مسجدیں پیشاب، گندگی جیسے کاموں کیلئے نہیں ہیں۔ اس کے سوا کوئی بات نہیں کہ یہ اللہ کے ذکر اور نماز اور قرآن کی تلاوت کے لئے ہیں، اور ایک شخص سے وہاں پانی کا ڈول بہوادیا، [صحیح مسلم/285]قربان جایئے نبی کے تحمل برداشت، سکون ووقار، اصلاح وفہمائش پر۔

مکاتب ومدارس کا قیام

كُلُّ مولود يولد على الفطرة فأبواه يهودانه أو ينصرانه أو يمجسانه[صحيح البخاری 1385] ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پس اس کے والدین اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں، اس لئے بچوں کے عقائد کی حفاظت اوران کے دین سے جڑے رہنے کے لئے مکاتب کا قیام ازحد ضروری ہے۔

ہر مسلم کے لئے فرض نہیں کہ وہ حافظ وعالم قاری بنے، تاہم اتنا علم سیکھنا یقیناً فرض ہے کہ جس سے حلال وحرام کی تمیز ہوجائے، قرآن کی تلاوت، نماز وعبادات کی ادائیگی کا طریق، کلمات وادعیۂ ماثورہ یہ ہر بچہ بچی کی ضرورت ہے، اس لئے کوشش یہ کی جائے کہ ہر مسجد میں خاص کر جب کہ محلّہ میں ایک ہی مسجد ہو یا مسلم آبادی وسیع ہو وہاں مکتب قائم کیا جائے، اوراس میں یہ بھی کوشش کی جائے کہ فیس کی ادائیگی شامل رکھی جائے، خواہ قلیل ہو، اوراس میں تنگ دستوں کو رعایت دی جاسکتی ہے، ماہانہ فیس کی وجہ سے بچوں کا حاضری فیصد بہتر ہوتا ہے، تعلیم پر گھر والے بھی توجہ دیتے ہیں۔

محمد ذاکر جے پوری

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ

Mb:+91-9351679402

....

....



داعیانِ اجلاس انتظامیہ مساجد، جے پور

۸/دسمبر ۲۰۱۹ء بروز اتوار ۔ حج ہاؤس کربلا، جے پور (راجستھان)

- ☆ حافظ منظور علی خاں
- ☆ مفتی شہاب الدین قاسمی
- ☆ حافظ مرتضیٰ جاوید
- ☆ مولانا عبدالحنان مظاہری
- ☆ مفتی ممتاز احمد قاسمی
- ☆ مولانا وقار احمد رحیمی
- ☆ مولانا محمد اظہر شمسی
- ☆ مولانا محمد فاضل رحمانی
- ☆ مفتی فیاض احمد قاسمی
- ☆ مولانا محمد کوثر مظاہری

- ☆ مفتی اخلاق الرحمٰن قاسمی
- ☆ مفتی محمد شفیق قاسمی
- ☆ مفتی محمد رضوان ندوی
- ☆ مولانا محفوظ الرحمٰن قاسمی
- ☆ مفتی محمد سلمان قاسمی
- ☆ مولانا محمد سالم مظاہری
- ☆ مولانا عبدالحمید کاشفی
- ☆ مفتی ظہیر الاسلام قاسمی
- ☆ حافظ محمد مفید
- ☆ مولانا محمد جابر قاسمی